

پینشن بچنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

سوال:

گورنمنٹ سرونٹ جب سبکدوش ہوتے ہیں تو حکومت کی جانب سے وہ پینشن کے حقدار قرار پاتے ہیں جو انہیں ماہانہ ادا کی جاتی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق پینشنر اپنی پینشن کا چالیس فیصد تک کا حصہ اپنی مرضی سے بیچ سکتا ہے، اسے پینشن کا بیچنا (commutation of pension) کہتے ہیں۔ اس کے عوض پینشنر کو ایک اندازے کے مطابق چالیس فیصد حصہ کے سو گنا تک رقم پیشگی ادا کر دی جاتی ہے لیکن اس کے بدلے میں پینشن کا چالیس فیصد حصہ پندرہ سال (180 ماہ) تک روک دیا جاتا ہے۔ اگر پندرہ سال سے پہلے ہی پینشنر کی وفات ہو جاتی ہے تو حکومت کی جانب سے کوئی رقم وصول نہیں کی جاتی۔ مثال: (1) زید کی پینشن 2500 روپے مقرر کی گئی۔ (2) زید اپنی پینشن کا چالیس فیصد تک حصہ یعنی 1000 روپے تک بیچ سکتا ہے۔ (3) اس کے عوض زید کو 1000 کا تقریباً سو گنا یعنی ایک لاکھ روپے پیشگی وصول ہونگے۔ (4) لیکن اب زید کو پندرہ سالوں تک 2500 روپے کی بجائے 1500 پینشن ملینگے۔ (5) یعنی حکومت زید سے پیشگی رقم ایک لاکھ کے عوض پندرہ سال میں ایک لاکھ اسی ہزار روپے (180000) وصول کرے گی۔ (6) لیکن اگر پندرہ سال سے قبل ہی زید کی وفات ہو جاتی ہے تو زید کے اہل خانہ سے کوئی رقم وصول نہیں کی جائے گی۔ (7) حکومت کی پالیسی کے مطابق زید کو پینشن بیچنا لازمی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اپنی پینشن بیچ کر پیشگی رقم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس عمل کی شرعی حیثیت کیا ہونگی۔ کیا یہ لیس دین سودی عمل ہوگا؟ برائے مہربانی رہنمائی فرمائے۔

ساتل:

جواب:

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:
الجواب بعون الله الوهاب.

صورت مسؤولہ میں واضح ہو کہ: مذکورہ معاملہ شریعت کی رو سے ناجائز ہے، کیونکہ:

اولاً: اس میں سود کی دونوں شکلیں (ایک جنس کی چیز کو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا اور ادھار بیچنا) پائی جاتی ہیں:

چنانچہ کمپنی پیشتر سے ایک لاکھ کے عوض ایک لاکھ اسی ہزار روپے وصول کرتی ہے، یہ ایک ہی جنس کی مالیت کو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا ہے۔

اسی طرح پیشتر چالیس فیصد حصے کو ادھار کے عوض بیچتا ہے جو خریدار کو کمپنی سے بعد میں ملے گا، جبکہ یہ رقم اُسے خریدار سے نقد مل جاتی ہے۔

یہ دونوں ہی شکلیں سود کھلاتی ہیں اور احادیث رسول ﷺ میں دونوں صریح الفاظ میں ممنوع ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”لا تبيعوا الذهب بالذهب، إلا مثلاً بمثل، ولا تشفوا بعضهما على بعض، ولا تبيعوا الورق بالورق، إلا مثلاً بمثل، ولا تشفوا بعضهما على بعض، ولا تبيعوا منها غائباً بواجز“۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۵۸۲)۔

سونے کو سونے کے بدلے برابر سہا برابر ہی بیچو، اس میں ایک دوسرے سے کمی بیشی نہ کرو، اور چاندی کو چاندی کے بدلے برابر سہا برابر ہی بیچو، اس میں ایک دوسرے سے کمی بیشی نہ کرو، اور اس میں کسی ادھار کو نقد سے نہ بیچو۔ اسی طرح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لا تبيعوا الذهب بالذهب، ولا تبيعوا الورق بالورق، إلا مثلاً بمثل، ولا تشفوا بعضه على بعض، ولا تبيعوا شيئاً غائباً منه بواجز، إلا بإيدٍ“۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۵۸۲)

سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے برابر سہا برابر ہی بیچو، اس میں آپس میں کمی بیشی نہ کرو، نہ اس میں سے کسی ادھار کو نقد کے بدلے بیچو، الا یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں:

”لا تبيعوا الذهب بالذهب، ولا الورق بالورق، إلا وزناً بوزن، مثلاً بمثل، سواء بسواء“ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۵۸۲)۔

سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو، سوائے برابر وزن کے ساتھ، بالکل یکساں، اور بالکل برابر۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تبيعوا الدينار بالدينارين، ولا الدرهم بالدرهمين“ (صحیح مسلم، حدیث: ۱۵۸۵)۔ ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے نہ بیچو، نہ ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے۔

صحیح بخاری میں حضرات براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی تجارت کا واقعہ منقول ہے، چنانچہ ابو المنہال بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے ”صرف“ (سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے خرید و فروخت کرنے) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”كُنَّا تاجِرِينَ عَلَى عَمْدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ، فَقَالَ: إِنْ كَانَ يَدًا يَدًا فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ كَانَ نَسَاءً فَلَا يَصْلُحُ“ (صحیح البخاری، حدیث: ۲۰۶۰، نیز دیکھئے: ۲۲۹۷)۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تجارت کرتے تھے لہذا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ”صرف“ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں، اور اگر ادھار ہو تو درست نہیں ہے۔

اور دوسری روایت میں فرمایا: ”مَا كَانَ يَدًا يَدًا، فَخَذُّهُ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَذَرُوهُ“ (جو ہاتھ ہاتھ ہو اُسے لے لو، اور جو ادھار ہو اُسے چھوڑ دو)۔

ثانیاً: اس معاملہ میں دوسری قباحت یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی چیز کو فروخت کیا جا رہا ہے جو بیچنے والے کے پاس موجود نہیں ہے، اور ایسی چیز کو بیچنا منع ہے۔ چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایک شخص مجھ سے بیچنے کا مطالبہ کر رہا ہے، جبکہ وہ چیز ابھی میرے پاس موجود نہیں ہے، تو کیا میں اُس چیز کو بیچ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لَا تَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ“ (جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اُسے نہ بیچو) (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۱۸۷، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

ثالثاً: آج کل دنیا کے مختلف ممالک میں رائج کرنسیوں کا حکم بھی وہی ہے جو درہم و دینار کا ہے، جیسا کہ مخفی نہیں۔

لہذا مذکورہ معاملہ شریعت کی رو سے ناجائز ہے، اور چونکہ حکومت کی پالیسی کے مطابق پینشن بیچنا لازمی بھی نہیں ہے اس لئے اس معاملہ سے اجتناب کیا جائے۔

هذا ما عندنا، واللہ أعلم بالصواب۔

(شعبۃ إفتاء صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

📌 کتبہ: ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ المدنی

📅 تاریخ: ۲۴/اکتوبر ۲۰۲۳ء